وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
اور نبی مختار ﷺ ان پر پلید چیزیں حرام فرمائیں گے
اوجھڑی اور کپوروں کے متعلق پاک و ہند کے
مفتیان اہل سنت کے فتاویٰ
اوجھڑی اور کپوروں
کا شرعی حکم
مفتی غلام محمد بن محمد انور شرقپوری بندیالوی (فاضل بندیال)
ناشر:
ادارہ تحقیقات عطا
مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی
شرقپور روڈ شیخوپورہ

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ط

اور رسول (کریم) جو تمھیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکیں تو رک جاؤ

تشنگانِ اجزاء ذبیحہ کے شاہراہ میں دلیل و حجت کامل پیش بہا تحفہ

حلال جانور کے بائیس اعضا مکروہہ کی مباحث فقہیہ

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ

عَمَّا کُرِہَ مِنْ

اَجْزَاءِ ذَبِیْحِ الْحَیَوَانِ

مؤلف

مُفتی غُلام محمّد بن محمّد انور شرقپوری (فاضل بندیال)

شعبۂ تصنیف و تحقیق مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ

ناشر: مدینة العلوم جامعه نبویه ناظر کالونی
شرقپور روڈ شیخوپوره

"فہرست"

تقریظ رفیع

عین العلماء، فخر الاماثل حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب مجددی جلالی
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: احکام شرعیہ فرعیہ متعلقہ بالحلۃ والحرمۃ مسائل پر مولانا کا رسالہ دیکھنے کا اتفاق ہوا، ماشاء اللہ! مملوبالتحقیق مزین بالدلائل، شدید الحاجہ عوام تو عوام خواص کے لیے بھی لائق مطالعہ، اس پرفتن دور میں مسلمانوں کا حال عجب جس قدر تاسف کیا جائے کم ہے۔ مساجد ہدایت سے خالی، دارالعلوم میں علوم توجہ خواں، خانقاہوں میں مسند نشین اکثر علوم شرعیہ سے ناواقف، اشیاء حرام کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ کپورے بر سر عام کھائے جا رہے ہیں۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اس پرخطر دور میں اس قسم کے رسائل کا آجانا غنیمت اور امر مستحسن ہے اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مولانا کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شرور و فتن سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ والحمد للہ علی ذالک۔

احقر فقیر جلالی

۴ جمادی اولیٰ ۱۴۲۰ھ

اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں پاک و ہند کے مفتیانِ اہلِ سنّت کے فتاویٰ

فتویٰ عالمِ ربانی مفتیِ ملّت حضرت علّامہ مولٰنا مُفتی محمد محبُوب علی خاں صاحب قبلہ رضوی لکھنوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ خطیب سابق سُنّی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی

الجواب :۔ اللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصّواب اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا ناجائز ہے۔ واللہُ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

فقط ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی غفرلہٗ سنّی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی نمبر ۸ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ منقول از استقامت ہفتہ کانپور جلد نمبر ۲، نمبر ۹ھ جمعہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء

فتویٰ حضرت علامہ مولٰنا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب سابق مُفتی مرکزی دارالافتاء منظرِ اسلام بریلی شریف

الجواب :۔ سات چیزیں تو حدیث شریف میں شمار کی گئی ہیں۔ مرارہ[۱] یعنی پتّہ، مثانہ[۲] یعنی پھکنا، حیا[۳] یعنی مادہ کی شرمگاہ، ذکر[۴] یعنی نر کی شرمگاہ، (۵) انثیین دونوں خُصیے یعنی کپورے، غدہ[۶] یعنی غدود، دم[۷] یعنی خون جاری۔ اَخرَجَ الطبرانِی فی المعجم الاَوسط عن عبداللہ بن عُمرو

ابن عدّی والبیہقی عَنْ اِبْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللہ تَعَالیٰ عَنْھُمَا کَانَ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمُھَا۔ اور علّامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب منیۃ الفقہا وعلّامہ شمس الدّین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علّامہ سیّدی احمد مصری محشی دُرِّ مختار وغیرہم علماء نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائیں۔(۸) حرام مغز (۹) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک پھیلے ہوتے ہیں اور فاضلین اخیرین وغیرہما نے تین اور بڑھائیں (۱۰) خون جگر (۱۱) خون تلی (۱۲) خون گوشت یعنی جاری خون نکلنے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے (۱۳) دل کا خون (۱۴) پتّہ کا زرد پانی (۱۵) بھیڑ وغیرہ کی ناک کی بلغم (۱۶) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (۱۷) دبر پاخانہ کا مقام (۱۸) کرش یعنی اوجھڑی (۱۹) آنتیں (۲۰) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (۲۱) جانور کا بچہ جس کے اعضاء مکمل ہوچکے ہوں، اس کے جسم پر بال آئے ہوں یا نہ، مگر جبکہ وہ بچہ زندہ نکلے اور ذبح کرلیں تو پھر حلال ہوگا۔

فتوائے حضرت علّامہ مولٰنا مفتی محمد افضل الدین صاحب قبلہ جامع مسجد درگ مفتی اعظم صوبہ ایم۔پی

الجواب:۔ بعون اللہ الملک الوہاب والیہ المرجع والمآب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصّواب۔ زید کا قول اس بارے میں کہ اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز اور درست ہے۔ بدتر از بول ہے۔ زید کا اوجھڑی

(حامد رضوی) تصدیق۔ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری دارالافتاء [illegible]

کھانے کے جواز پر حکم دینا ناشی از جہالت فاحشہ ہے زید کی دلیل اِس بارے میں یہ ہے کہ "میں نے بعض ذمہ دار علماء کو اوجھڑی کھاتے دیکھا ہے"۔ اِس دلیل علیل سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اوجھڑی کھانا جائز ہے۔ کسی کے کسی عمل اور فعل کو صرف دیکھ کر قطع نظر اس سے کہ یہ عمل وفعل نفس الامر میں کسی دلیل شرعی پر مبنی ہے یا نہیں، جواز کا حکم دینا یا جائز سمجھ لینا سخت جہالت فاحشہ اور جرأت بے سہارا ہے۔ نیز احکام شرعیہ مصطفویہ میں اپنی اٹکل کو دخل دیتا ہے اور من گھڑت حکم شرعی بیان کرتا ہے زید مذکورہ کا جاہلانہ قول کہ میں نے بعض ذمہ دار علماء کو داڑھی منڈاتے دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ تو کیا اس دیکھنے سے داڑھی منڈانا، فوٹو لینا، تصویر کھینچانا جائز ہوگا۔ حاشا حاشا حاشا ہرگز ہرگز نہیں۔ اس کے خلاف عمرو کا قول (کہ اوجھڑی مکروہ ہے) تو یہ بالکل صحیح و درست ہے کہ عمرو نے کچھ بھی اپنی اٹکل و من گھڑت سے نہیں کیا بلکہ اس کا معتمد دلیل فقہی ہے کہ آئمہ حنفیہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ لانہ انما تستخبثہ الانفس۔ الخ۔ یعنی انسان کپورے اوجھڑی وغیرہ کو پلید جانتے ہیں اور بلاشبہ یہ علّت فقہی ہے اور یہی مدار حکم شرعی ہے علّامہ مفتی محمد افضل الدین۔ دار الافتاء

۱۳ ذی الحجہ الحرام مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۷۸ء، صوبہ ایم پی

فتویٰ حضرت علّامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی

نائب مفتی اعظم ہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

الجواب:۔ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے۔ در مختار میں ہے۔ کل مکروہ ای کراھۃ

تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار۔ ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے۔ متداول کتب فقہ میں اوجھڑی اور آنتوں کا کوئی حکم نہیں ملتا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے اپنے فتاوی میں بدلائل ثابت فرمایا کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں سات چیزوں کی ممانعت وارد ہے۔ زنانہ مردانہ عضو تناسل، خصیہ، غدود، مثانہ، پتہ اور خون۔ نیز عامۂ کتب میں انہیں سات پر اکتفا فرمایا۔ مگر بہت سی کتب میں ان پر اضافہ بھی مثلاً حرام مغز وغیرہ اس سے مستفاد ہوا کہ کراہت انہیں سات میں منحصر نہیں ہیں بلکہ علت کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہوں گی اور ظاہر ہے علّت کراہتہ ان میں خبیث (جس سے گھن اور نفرت کی جائے) ہونا ہے۔ لہذا جو چیز بھی (مثلاً اوجھڑی کپورے وغیرہ) ان کی طرح گندی گھناؤنی ہوں گی، مکروہ تحریمی ہوں گی۔

کتبہ:۔ محمد شریف الحق رضوی، خادم دارالافتاء اشرفیہ مبارکپور۔

۱۸ صفر ۱۳۹۹ھ

فتویٰ حضرت علامہ مولٰنا مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی

دارالعلوم فیض الرسول بستی براؤن شریف ھند

الجواب:۔ بعون الملک العزیز الوھاب اللّٰھو ھدایۃ الحق والصواب، حیوان ماکول اللحم میں ذکر یعنی علامت نر، خصیہ، فرج یعنی علامت مادہ، غدود، پتہ، مثانہ یعنی پھکنا اور خون کا ناجائز ہونا مکروہ تحریمی ہونا حدیث و نفقہ میں صراحتہً مذکور ہے۔ عامہ کتب میں فقہائے کرام نے باتباع حدیث انہیں سات پر اکتفا فرمایا۔ لیکن بہت سی کتابوں میں ان پر اضافہ بھی

ہے۔ مثلاً اوجھڑی اور کپورے وغیرہ۔ ان سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی
علت ان کا خبیث ہونا ہے۔ یعنی گندا اور گھناؤنا پن تو ہر وہ چیز کہ جس میں
خبیث اور گھناؤنا ہونے کی علت پائی جائے گی، وہ ضرور ناجائز ہوگی اور
واضح ہے کہ عضو تناسل اس لیے ناجائز ہے کہ وہ گذرگاہ نجاست ہے اور مثانہ
اس لیے ناجائز ہے کہ وہ پیشاب کا مخزن ہے تو اوجھڑی اور آنتیں عضو تناسل
سے خباثت میں بڑھ کر ہیں کہ وہ صرف گذرگاہ نجاست ہے اور یہ گذرگاہ ہی
نہیں بلکہ نجاست کے مخزن ہیں اور اوجھڑی و آنتیں مثانہ سے اگر خباثت
میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں کہ مثانہ اگر پیشاب کی تھیلی ہے تو اوجھڑی
اور آنتیں لید و گوبر کا خزانہ ہیں تو اس علت خباثت کی سبب اوجھڑی اور آنتوں
کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ

جلال الدین احمد امجدی خادم فیض الرسول براؤں شریف بستی

فتویٰ حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب قبلہ مع تصدیق حضرت مفتیٔ اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ مرکزی دار الافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف یوپی انڈیا،

طحاوی علی الدر میں ہے۔ قال ابوحنیفۃ اما الدم فحرام بالنص واکرہ
الباقیۃ (المرارۃ والمثانۃ والحیاء والذکر والانثیین والغدد) لانھا مما
تستخبثہ الانفس قال اللہ تعالیٰ ویحرم علیھم الخبائث. کرش
وامعا (اوجھڑی اور آنتیں) اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں مثانہ
اگر معدن بول ہے شکنبہ و رودہ مخزن فرث ہیں۔ اب چاہے دلالۃ النص
سمجھئے یا اجراء علت منصوصہ کرش وامعاء یعنی اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز
نہیں۔ ھذا خلاصۃ ما فی الفتاوی الرضویۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفتی سید محمد افضل حسین شاہ غفرلہٗ۔ ۱۰ شوال ۱۳۸۲ھ۔

فتویٰ حضرت مولٰنا مفتی قاضی محمد عبد الرحیم صاحب قبلہ مفتی مرکزی دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

مع تصدیق حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گندی چیزیں حرام فرمائیں گے اور خبائث سے مراد وہ ہیں کہ سلیم الطبع لوگ جن سے گھن کریں اور انہیں گندی جانیں۔ امام اعظم ہمام اقدم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اَمَّا الدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِّ وَاَکْرَہُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّهَا مِمَّا تَسْتَخْبِثُهَا الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ اس سے معلوم ہوا کہ حیوان ماکول اللحم کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہیں اُن کا مدار خبث کی بناء پر ہے اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے اور بیشک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گردہ کو ناپسند فرمایا اس بنا پر کہ گذرگاہ بول ہے تو پھر اوجھڑی اور آنتیں کیوں نہ مکروہ ہوں گی۔ اسی بناء پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اوجھڑی اور آنتوں کے مکروہ ہونے کا حکم فرما کر فرماتے ہیں۔ اب چاہیے دلالۃ النص سمجھیے خواہ اجزائے علت منصوصہ اور مثانہ کی کراہتہ سے مراد کراہتہ تحریمیہ ہے۔ تنویر الابصار میں ہے کُرِہَ تَحْرِیْمًا مِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ الخ۔ درمختار میں فرمایا: قِیْلَ تَنْزِیْهًا وَالْاَوَّلُ اَوْجَهُ۔ ردالمختار میں ہے۔ ظاھر اطلاق المتون ھوالکراھۃ اور مزید تفصیل کے لیے رسالہ مبارکہ "المنح الملیحہ فیما نھی عن اجزاء الذبیحۃ۔" مطالعہ فرمائیں۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ نوری دار الافتاء بریلی شریف ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

فتویٰ حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیا سابق صدر المدرسین فیض الرسول براؤں شریف ہند

الجواب:۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورتِ مسئولہ میں زید کا قول (کہ بڑے بڑے علماء اوجھڑی کھاتے ہیں) صحیح نہیں، عمرو کا قول صحیح ہے۔ زمانہ ماضی میں جب سرکار اعلیٰحضرت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ دیا کہ "جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر جائز نہیں"۔ تو بعض علماء نے اپنی کسر شان سمجھتے ہوئے اس فتویٰ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ سرکار اعلیٰحضرت نے ان کی تفہیم کی خاطر حدیث و فقہ سے حوالہ جات پیش کر کے خوب واضح فرما دیا کہ پنجگانہ اذان کی طرح اذان خطبہ بھی مسجد کے اندر ناجائز ہے۔ ان علماء کا ہاتھ دلیل فقہی سے خالی تھا ان کو چاہیئے تھا کہ سرکار اعلیٰحضرت کے فتویٰ کو قبول کرتے مگر وہ ضد اور ہٹ پر آمادہ ہو گئے اور یہی بول بولتے رہے کہ ہمارے پیران کرام و اساتذہ جو جید عالم دین تھے ان کی موجودگی میں اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر سے قریب دو ہاتھ کے فاصلہ پر ہوتی رہی۔ لہٰذا اذان خطبہ مسجد کے اندر جائز ہے۔ زید صاحب غور فرمائیں جو دلیل اذان علماء جواز اذان خطبہ پر پیش کرتے رہے وہی دلیل اوجھڑی کی حلت پر آپ پیش کر رہے ہیں۔ پھر اگر آپ کی دلیل سے اوجھڑی کی حلت ثابت ہے تو اذانی علماء کی مذکورہ بالا دلیل سے مسجد کے اندر اذان خطبہ کا جواز بھی ثابت ہو جائے گا تو کیا زید کو اذان خطبہ کا مسجد کے اندر جائز ہونا تسلیم ہے۔ پھر انصاف اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بعض علماء نے اوجھڑی جو جانور کے گوبر کی تھیلی ہے اس کو استعمال کیا تو زید کو اس کا تذکرہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے مگر چونکہ زید کا جوش اس

کے ہوش پر غالب ہے۔ اس لیے وہ اذانی مولویوں کی بولی بول رہا ہے مولیٰ عزّ و جل زید کو اذانی علماء کی ہٹ اور ضد سے بچائے۔ (۱۵ ربیع النور ۱۳۹۹ھ)

کتبہ:۔ بدر الدین احمد قادری الرضوی خادم المدرسۃ الغوثیہ فی بڑھیا

فتویٰ حضرت علّامہ مولانا مُفتی قاضی محمّد عبدالرحیم صاحب قبلہ بستوی مُفتی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

الجواب:۔ اوجھڑی اور آنتیں مکروہ تحریمی ہیں۔ عمر کا قول صحیح ہے اور اس مسئلہ پر بارہا لکھا جا چکا ہے اور کسی ذمہ دار عالم دین کا فعل نصوص فقہیہ کے مقابل لائق ترجیح نہیں جبکہ علمائے اہل سنت بالخصوص مجدد اعظم فقیہ اعظم اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاف تصریح موجود ہے۔ رسالہ مبارکہ المنح الیلیمہ فیما نھی عن اجزاء الذبیحہ اور حاشیہ ردالمحتار میں بھی یہی تحقیق فرمائی ہے اور میرا سابقہ فتویٰ اسی رسالہ کی تلخیص ہے اور حضور سیدی مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی تصدیق کے ساتھ بارہا فتویٰ شائع ہو چکا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگراں بریلی۔ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

فتوٰی حضرت علامہ مفتی محمد عنایت احمد قبلہ نعیمی صدر المدرسین دار العلوم ضیاء الاسلام اترولہ ضلع گونڈہ۔ بھارت۔

الجواب:۔ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت مسئولہ میں عمرو کا قول حسن وصحیح ہے۔ زید بے قید کا قول باطل ومردود ہے ماکول اللحم جانوروں میں سات چیزوں کے عدم جواز کی تصریح ہے۔ عالمگیری ج ۵ مصری کتاب الذبائح صہ ۳۲۳ پر ہے۔

واما بیان ما یحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ بدائع اشامی جلد ۵ مصری کتاب الذبائح صہ ۲۰۴) وفی الطحطاوی قال ابوحنیفۃ اما الدم فحرام بالنص واکرہ الباقیۃ المرارۃ والمثانۃ والحیاء والذکر والانثیین والغدۃ) اور ان سب میں عدم جواز کی علت خباثت ہے شامی ج ۵ مصری صہ ۲۲۴ میں ہے قلت وفی الخانیۃ ادخل المرارۃ فی اصبعہ لتنداوی روی عن ابی حنیفۃ کراھتہ وعن ابی یوسف عدمھا وھو علی الاختلاف فی شرب بول مایوکل لحمہ اس عبارت سے ظاہر وباہر کہ کراہت مرارہ کی علت بول ہے طحطاوی زیر عبارت مذکور لانھا مما تستخبثہ الانفس فرمایا جس سے واضح کہ ان سب میں عدم جواز کی علت خباثت ہی ہے نہ کہ کچھ اور وفی الشامی الجزء الخامس صہ ۲۰۱ قال فی معراج الدرایۃ اجمع العلماء علی ان المستخبثات حرام بالنص وھو قولہ تعالیٰ ویحرم علیھم الخبائث۔

لہذا جن اشیاء میں یہ علت خبیث پائی جائے گی وہ جائز نہ ہوں گی۔

فتویٰ حضرت علامہ مفتی ابو البرکات

سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

الجواب: بکرے وغیرہ حیوانات مأکول اللحم (جن کا گوشت کھانا حلال ہے) کے (۱) کپورے (۲) دم مسفوح (خون جاری) (۳) نر (۴) مادہ کی شرمگاہ (۵) غدود (۶) مثانہ (پھکنا) (۷) پتہ مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں اور خون کی حرمت قطعی ہے۔ بدائع الصنائع میں علامہ ملک العلماء علاؤالدین ابو بکر کاسانی حنفی (المتوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:۔ الذی یحرم اکلہ منہ سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ لقولہ عزوجل "ویحل لھم الطیبات و یحرم علیھم الخبائث" وھذ الاشیاء السبعۃ مما تستخبثہ الطباع السلیمۃ فکانت محرمۃ۔ اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بکری وغیرہ میں ان چیزوں سے کراہت کی۔ حیث قال کرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من الشاۃ الذکر والانثیین والقبل والغدۃ والمرارۃ والمثانۃ والدم فالمراد کراھۃ التحریمی الخ۔ اور پنجاب میں وباء عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور ٹکیہ بھی تلتے ہیں۔ کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملا وہ بھی مکروہ و حرام ہو گیا۔ مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔

ماہنامہ رضوان، نومبر ۱۹۵۴ء

مفتی عبدالعلیم صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور

حلال جانور میں سات اشیاء حرام اور مکروہ تحریمی ہیں

الجواب دم مسفوح، کپورے، شرم گاہیں، مثانہ، پتا، غدود

اعلیٰ حضرت مولٰنا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
فتاوٰی رضویہ جلد ہشتم صہ ۳۲ میں ۲۲ اشیاء کو شمار کیا جن کا کھانا مکروہ
ہے۔ سترہ نمبر پہ اوجھڑی کو شمار کیا ہے۔

کتبہ : محمد عبدالعلیم، دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نائب مفتی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مسئولہ صورت میں اوجھڑی مکروہ ہے اور آنتیں بھی مکروہ، اور خرید و فروخت
دیگر ضروریات کے لیے جائز، فتاوٰی رضویہ جلد ۸ صہ ۳۲ مطبوعہ کراچی
اور خنثیٰ جانور کی خرید و فروخت جائز ہے۔ قربانی جائز نہیں، بہار شریعت
جلد ۲ صہ ۱۵-۱۱۷ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

علمائے شرع متین سے ایک مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے کہ اوجھڑی اور کپوروں کے کھانے کا عام رواج ہو چکا ہے اوجھڑی کھانے والے حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم اوجھڑی کو اچھی طرح صاف کر کے اس کی بدبو ختم کر کے کھاتے ہیں۔ نیز اوجھڑی کو اتنا صاف کیا جائے کہ اس کی بدبو ختم ہو جائے اس صورت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ نیز حلال جانوروں میں کل کتنی اشیاء ہیں جن کا کھانا ناجائز ہے۔ ہر ایک کی تحقیق و تشریح دلائل صافیہ کی روشنی میں فرمائیں۔

بینوا توجروا

المستفتی احمد رضا خاں ابن مفتی غلام محمد شرقپوری بندیالوی

نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرقپور روڈ شیخوپورہ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ

احکام اسلامیہ کا ہر حکم غیر محدود حکمتوں سے آراستہ اور مصالح انسانیہ کا مخزن ہے۔ ہمارے عقول ضعیفہ اور اذہان ناقصہ اسلام کے اوامر و نواہی کے فوائد ظاہریہ و باطنیہ پر مطلع ہونے سے قاصرہ ہیں۔ اور ہمارے افکار و انظار کے راستوں میں خطا حائل ہونے کی وجہ سے ان سے حاصل کردہ نتائج غیر یقینیہ ہیں۔

لہٰذا مسائل شرعیہ کی حلت اور حرمت کی حکمتوں کو معلوم کرنا امر دشوار ہے۔ اگرچہ بعض احکام کی حلت اور حرمت کی حکمت تک عقل کی رسائی ممکن ہے۔ ہمارے اذہان کی تدابیر کی ان حکمتوں تک رسائی نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے حکماء اور عقلاء اپنی عقول کو میزان اور فیصل سمجھ کر ضلالت و کفر کی وادیوں میں ہلاک ہو گئے۔ انسان کی عقل کتنی ناقص اور ضعیف ہے کہ ایک ڈاکٹر یا حکیم کسی شئی کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کر دے کہ فلاں شئے فلاں مرض میں اضافہ کر دیتی ہے یا فلاں شئی سے فلاں بیماری عارض ہو جاتی ہے تو اس کی تحقیق کو حرف آخر سمجھ کر اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ اس شئی کا استعمال اپنے اوپر حرام سمجھ لیتا ہے۔ مگر افسوس ہے انسان کی عقل و

دانش پر ایسے محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، طبیب روح و جسم جن کی زبان کا ہر لفظ اللہ رب العزت کی وحی ہو اور جو امت کیلئے رحیم و کریم ہیں۔ اگر کسی شئ کو اپنی اُمّت پر حرام کر دیں جبکہ یقیناً اس میں بہتری ہوتی ہے۔ مگر اس شئ سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اس کا استعمال بلا تامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مخبرِ صادق علیہ السلام کے حکم کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اور اپنی عقل کو دخل دینا ایمان کی توہین ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمدیم برسرِ مطلب: ان نقوش کو قرطاس کے حوالے کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ لوگ اوجھڑی اور کپورے بڑے شوق اور مزے سے کھاتے ہیں اور کوئی بُرائی محسوس نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم ان کی شرعی حیثیت ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چھ ابحاث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) المبحث الاوّل، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سات چیزوں کا حکم **(۲) المبحث الثانی**۔ سات چیزوں کے مکروہ ہونے کا سبب اور حکمت، **(۳) المبحث الثالث**، حلال جانور کی پندرہ چیزوں کے بیان میں آرائے فقہاء، **(۴) المبحث الرّابع**، مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق، **(۵) المبحث الخامس**، اوجھڑی اور کپوروں کی خرید و فروخت کا شرعی حکم، **(۶) المبحث السّادس**، سوالات و جوابات۔

اَلْمَبْحَثُ الْاَوَّلُ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حلال جانور کی سات چیزوں کا حکم

سات چیزیں تو منصوص ہیں۔ لہٰذا بلا ریب وشک ناجائز ہیں حدیث شریف کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

اَخْرَجَ الطبرانی فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَدِیٍّ وَالبیہقی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃَ وَالْمَثَانَۃَ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمَہَا (طبرانی بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کے گوشت سے سات چیزوں کو مکروہ فرماتے تھے ۱۔ پتہ ۲۔ مثانہ ، ۳۔ مادہ کی شرمگاہ ، ۴۔ نر کی شرمگاہ ، ۵۔ خصیے (کپورے) ۶۔ غدود ، ۷۔ خون جاری۔ اور حدیث کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بکری کا اگلا حصہ زیادہ محبوب تھا۔

(۲)
اَلْمَبْحَثُ الثَّانِیْ

سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت

حکم شرعی کی حرمت میں ضرور حکمت ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا سات

چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ حاشیہ طحطاوی میں مذکور ہے کہ

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رضی اللہ عنہ اَمَّا الدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِّ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ لِاَنَّھَا مِمَّا تَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خون کے حرام ہونے کی وجہ تو واضح ہے کیونکہ یہ نص قطعی (قرآن) سے ثابت ہے اور باقی چھ (پتہ، مثانہ شرمگاہ، نر و مادہ، کپورے، غدود) چیزیں اس لیے مکروہ جانتا ہوں کہ لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور ان کو پلید سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰئِثَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں پر پلید چیزیں حرام فرمائیں گے۔

چھ چیزیں مکروہ تحریمی

چھ چیزوں کی کراہت سے مراد کراہتہ تحریمی ہے جیسا کہ اکثر کتب میں اس کی تصریح اور تشریح کی گئی ہے۔ ہم بخوف طوالت صرف ایک کتاب کے ذکر پر اکتفا کرینگے جیسا کہ "مغنی المستفتی عن سوال المفتی" میں مذکور ہے کہ

اَلْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْمًا مِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ۔ الخ

یعنی بکری میں سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔

خلاصۂ بحث

ان چیزوں کی حرمت کی حکمت واضح ہو گئی کہ یہ پلید سمجھی جاتی ہیں اور لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں

ساتھ میں وجہ عدم حصر حدیث شریف میں جو سات اشیاء کا ذکر ہے حرمت کا ان میں حصر نہیں ہے کیونکہ ہمیں جب علت معلوم ہوگئی تو پھر دوسری اشیاء بھی ان پر قیاس کی جاسکتی ہیں جبکہ یہی علت ان اشیاء میں بھی پائی جائے گی۔ جیسے صاحب اصول شاشی نے قیاس شرعی کی تعریف یوں فرمائی ہے۔

اَلْقِیَاسُ الشَّرْعِیُّ هُوَ تَرَتُّبُ الْحُکْمِ فِیْ غَیْرِ الْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ مَعْنًی هُوَ عِلَّةٌ لِذٰلِكَ الْحُکْمِ فِی الْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ۔

قیاس شرعی کی منصوص علیہ کے غیر پر حکم لگانا ہے۔ ایسی علت کی وجہ سے جو منصوص علیہ میں پائی جاتی ہے

منصوص علیہ یہ سات چیزیں ہوں گی اور ان میں علّت یہ ہے کہ لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں اور دیگر چیزوں (پندرہ) میں بھی جب یہ علت پائی جائے گی تو وہ بھی مکروہ سمجھی جائیں گی۔ یا یہ کہ پندرہ[۱۵] اشیاء دلالۃ النص سے مکروہ سمجھی جائیں گی۔

اَلْمَبْحَثُ الثَّالِثُ[۳]

حلال جانوروں کی پندرہ چیزوں میں آرائے فقہاء۔

خلاصۂ بحث حلال جانور میں سات چیزیں تو حدیث شریف میں آچکی ہیں، ان سات چیزوں پر فقہاء نے اضافہ فرمایا اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

پندرہ اشیاء کی اجمالی فہرست ۱۔ حرام مغز، ۲۔ گردن کے دو پٹھے

جو کندھوں تک آتے ہیں، ۳۔ جگر کا خون ۴۔ تلی کا خون، ۵۔ خون گوشت جو ذبح کے بعد نکلتا ہے، ۶۔ دل کا خون، ۷۔ پتے کا زرد پانی، ۸۔ ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے، ۹۔ دُبر (مقامِ پاخانہ) ۱۰۔ اوجھڑی، ۱۱۔ آنتیں، ۱۲۔ نطفہ یعنی منی، ۱۳۔ وہ نطفہ جو خون ہوگیا، ۱۴۔ وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہوگیا، ۱۵۔ وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور وہ مُردہ نکلا یا بغیر ذبح کے مرگیا۔

توضیح بحث قابل وضاحت امر یہ ہے کہ ان پندرہ میں سے کن کن چیزوں کا کون کونسے فقہاء نے اضافہ فرمایا ہے۔ ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ

قاضی بدیع خوارزمی، شمس الدّین قہستانی اور علامہ سیّد احمد مصری وغیرہم نے دو چیزوں کا اضافہ فرمایا ہے۔ ۱۔ حرام مغز، ۲۔ گردن کے دو پٹھے۔

جیسا کہ ان دو چیزوں کی وضاحت کتاب ذبائح طحاوی میں کی گئی کہ

وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ — یعنی دو پٹھے جو گردن میں موجود ہوتے ہیں۔

اور کتاب ذبائح طحاوی میں ہے

زِیْدَ نُخَاعُ الصُّلْبِ — یعنی حرام مغز کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

اور شمس الدّین قہستانی اور سید احمد مصری وغیرہما نے تین چیزوں کا اور بھی اضافہ فرمایا (۱) خونِ جگر (۲) خون تلی (۳) خون گوشت جو بعد ذبح کے نکلتا ہے۔ جیسا کہ ذبائح طحاوی میں ان چیزوں کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے۔

كَذَا الدَّمُ الَّذِیْ يَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْكَبِدِ وَالطِّحَالِ — وہ خون جو گوشت سے ذبح کرنے کے بعد نکلتا ہے، جگر اور تلی کا خون

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا استدلال

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی علت سے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے دس چیزوں کا استدلال فرمایا ہے۔

(۱) خونِ دل بھی پلید ہے جیسا کہ "حلیہ" میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ

دَمُ قَلْبِ الشَّاۃِ نَجِسٌ — یعنی بکری کے دل کا خون پلید ہے۔

۲۔ پتہ میں زرد پانی جسے صفراء کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں تصریح کی گئی ہے کہ

مَرَارَۃُ کُلِّ حَیَوَانٍ کَبَوْلِہٖ — یعنی ہر جانور کا پتہ جانور کے پیشاب کی طرح پلید ہے۔ (۳) ناک کی رطوبت جو جانور کے ناک سے نکلتی رہتی ہے جیسا کہ العقود الدریہ تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے۔ (۴) جانور کا وہ خون جو رحم میں نطفہ کے قرار پانے سے بنتا ہے اور جم کر لوتھڑا کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ جیسا کہ ردالمختار میں اس کو اس عبارت سے ذکر کیا گیا ہے۔

اَلْعَلَقَۃُ وَالْمُضْغَۃُ نَجِسَانِ کَالْمَنِیِّ۔ — وہ لوتھڑا اور گوشت کا ٹکڑا جو جانور کے رحم میں خون سے بنتے ہیں۔ جانور کی منی کی طرح پلید ہے۔

۵۔ دبر یعنی پاخانہ کا مقام جیسا کہ رحمانیہ میں ہے

فِی الینابیع کَرِہَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقُبُلَ وَالدُّبُرَ۔ — رحمانیہ میں دُبر کا بھی ذکر ہے۔ یعنی پاخانہ کا مقام بھی مکروہ ہے۔

۶۔ اوجھڑی اور آنتیں(۷)۔ اور آنتیں بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں شامل ہیں ان کی کراہت کی حکمت یہ ہے حدیثِ پاک میں جب شرمگاہ نر اور مادہ اس

لیے مکروہ ہیں کہ وہ پیشاب اور منی کے گذرنے کا راستہ ہیں تو دُبر بھی گوبر کے گذرنے کا راستہ ہے۔ لہٰذا واضح طور پر یہ بھی مکروہ ماننا پڑے گی۔ اسی طرح جب مثانہ مکروہ اس لیے ہے کہ وہ مرکز بول ہے تو پھر اوجھڑی اور آنتیں مرکزیت اور مخزنیتِ گوبر اور لید ہونے میں مثانہ سے کم درجہ تو نہیں رکھتیں۔ لہٰذا اوجھڑی اور آنتوں کی کراہت بلا شک و ریب ثابت ہو گئی۔

۸۔ وہ گوشت کا ٹکڑا جو نطفہ کی وجہ سے بنتا ہے وہ بھی مکروہ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ابھی ابھی گذر چکا ہے۔

۹۔ جانور کا بچہ بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں ہے جیسے ہدایہ اور فتاوی شامی میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ علامہ شامی علقہ اور مضغہ کی نجاست لکھ کر فرماتے ہیں۔ وَکَذَا الْوَلَدُ اِذَا لَمْ یَسْتَهِلَّ۔ جانور کا وہ بچہ بھی پلید ہو گا کہ جو مردہ نکلے۔

۱۰۔ نطفہ بھی یعنی نر اور مادہ دونوں کی منی مطلقاً ناپاک ہیں جیسے ردالمحتار میں ہے۔ اِنَّ مَنِیَّ کُلِّ حَیْوَانٍ نَجِسٌ" یعنی ہر جانور کی منی پلید ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَعْمَائِہِ الشَّامِلَۃِ وَعَلٰی تَکْمِیْلِ الْبَحْثِ الثَّالِثِ

۴۔ اَلْبحث الرَّابِعْ

حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق

حدیث شریف میں خون کی حرمت تو نصِ قطعی سے ثابت ہے اور باقی اشیاء مکروہ شمار کی جاتی ہیں۔ لہٰذا پہلے ناظرین کی خدمت میں حرام اور مکروہ تحریمی

کی تعریف واضح کرنی اشد ضروری ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان مکروہ اشیاء کے استعمال کا حکم یکساں ہے یا ان میں فرق ہے۔

تعریف حرام

مَا ثَبَتَ بِدَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ لَا شُبْهَةَ فِیْهِ۔

جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

حرام کا حکم حرام کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے بچنا فرض ہے جیسے خون جاری کہ نص قطعی سے اس کی حرمت ثابت ہو چکی ہے۔

تعریف مکروہ

مَا هُوَ رَاجِحُ التَّرْكِ فَاِنْ كَانَ اِلَى الْحَرَامِ اَقْرَبُ تَكُوْنُ كَرَاهَتُهُ تَحْرِیْمِیَّةً فَاِنْ كَانَ اِلَى الْحِلِّ اَقْرَبُ تَكُوْنُ تَنْزِیْهِیَّةً وَلَا یُعَاقَبُ عَلٰی فِعْلِهٖ۔ (جامع العلوم)

مکروہ اسے کہتے ہیں کہ جس کا چھوڑنا بہتر ہو۔ پھر آگے دو صورتیں ہیں کہ دیکھیں گے اگر وہ حرام کے قریب ہے تو مکروہ تحریمی ہوگا اور اگر وہ حلال کے قریب ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اس کے کرنے پر عذاب نہیں دیا جائے گا۔

مکروہ تحریمی کا حکم اس کا کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

حرام اور مکروہ تحریمی سزا میں برابر ہیں حرام اور مکروہ تحریمی کا مرتکب ہر ایک سزا

میں یکساں ہیں۔ در مختار میں اس مسئلہ کا بیّن ثبوت پایا جاتا ہے جیساکہ

كُلُّ مَكْرُوْهٍ اَى كَرَاهَةِ تَحْرِيْمٍ حَرَامٌ كَالْحَرَامِ فِى الْعُقُوْبَةِ بِالنَّارِ۔

ہر مکروہ تحریمی سزا میں حرام کے برابر ہے۔ لہٰذا اوجھڑی کپورے اور خون کا کھانا اور استعمال حکم سزا میں برابر ہیں۔

اوجھڑی اور کپورے کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی

حلال اور طیب کھانا دعا کی قبولیت کا سبب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک دفعہ حضرت سعد بن وقاص بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا فرمائیں کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں ارشاد ہوا کہ اے سعد پاک روزی کھاؤ تو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ بندہ ایک لقمہ حرام کھاتا ہے تو چالیس روز تک دعا قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ (کنز الایمان)

ثابت ہوا کہ جو آدمی اوجھڑی یا کپورے وغیرہ کھائے گا قبولیت دعا سے محروم رہے گا۔ اس لیے کہ یہ پاکیزہ چیزیں نہیں بلکہ خبیث اور ناپاک چیزیں ہیں جب کہ اللہ تعالٰی نے فرماتا ہے:۔

وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپاک چیزوں کو حرام فرمائیں گے۔

خلاصۂ بحث یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ناپاک

چیزوں کو حرام فرمادیا۔ مگر ہم حرام بھی کھاتے ہی جارہے ہیں اور دعا کے مستجاب الدعوات ہونے کی رب سے امید بھی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵)

اَلْمَبْحَثُ الْخَامِسُ

اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کی خرید و فروخت کا شرعی حکم

خلاصۂ بحث : اوجھڑی اور کپورے وغیری کی خرید و فروخت جائز ہوگی البتہ ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا اس کی دلیل وہی ہے جو ہم نے پہلے نقل کی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت اور سبب یہ فرمایا ہے کہ ان سے لوگ گھن اور نفرت کرتے ہیں اور انہیں گندی اور پلید سمجھتے ہیں اور اوجھڑی اور کپوروں میں بھی یہ علت اور سبب پایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی مختار ﷺ ناپاک چیزوں کو ان پر حرام فرمائیں گے۔ الغرض ان میں سے خون تو حرام ہے اور باقی اشیاء مکروہ تحریمی ہوں گی یعنی ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا البتہ ان اشیاء کی خرید و فروخت دیگر فوائد کیلئے جائز ہوگی۔ مثلاً انتڑیاں استعمال میں آتی ہیں کیونکہ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ وہ پلید ہیں اور ان کا کھانا تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے مگر ان اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے۔

ھدایہ کتاب البیوع میں ہے:

وَلَوْ سَلَّمَ فَيَحْرُمُ التَّنَاوُلُ دُوْنَ الْبَيْعِ — یعنی کتے کا کھانا تو حرام ہے مگر خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ کتے سے شکار اور گھر کی حفاظت مقصود ہوتی ہے۔

اس عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ بعض اشیاء ایسی ہیں جو خود تو پلید ہیں اور ان کا کھانا حرام ہے مگر ان کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ لوگ کھانے کے علاوہ ایسی چیزوں سے اور فوائد حاصل کرتے ہیں۔ جیسے گوبر، مینگنی کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ لوگ اس سے نفع اٹھاتے چلے آئے ہیں اور کسی زمانہ میں انکار نہیں ہوا اگر یہ چیزیں خود تو پلید ہیں۔ و اللہ و رسولہ اعلم بالصواب

اَلمبحث السّادس (۶)

سوالات و جوابات

خلاصۂ بحث اس بحث میں ابحاث خمسہ میں جو سوالات وارد ہوتے ہیں۔ ناظرین کی خدمت میں ان کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ نیز دیگر سوالات کے جوابات بھی دیے جائیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ **السوال الاوّل** ۔ بحث اول میں حدیث شریف ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بکری کے گوشت سے سات چیزیں مکروہ ہیں۔ حدیث شریف میں بکری کے گوشت کو خاص کیا گیا ہے۔ جس کا ظاہراً مفہوم تو یہ ہے کہ یہ سات چیزیں بکری کی ہی مکروہ ہیں، دیگر حلال جانوروں کی یہ چیزیں مکروہ نہیں ہیں۔

۱۔ **الجواب الاول** بکری کے ذکر سے یہ مراد نہیں کہ سات چیزیں بکری میں ہی مکروہ ہیں۔ دوسرے جانوروں میں نہیں، بلکہ بکری کا ذکر یہ قضیہ اتفاقیہ ہے۔ دوسرے جانور بھی اس کے حکم میں شامل ہیں۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضور علیہ السّلام نے بکری کا ذکر کسی قسم کی تخصیص کے لیے نہیں کیا بلکہ بکری کا ذکر اتفاقی ہے۔ ہر جانور جو حلال ہے یہی سات چیزیں اس کی بھی مکروہ ہیں۔

۲ ۔ **السوال الثانی** :۔ حدیث شریف ... صرف سات چیزوں

کا ذکر کیا گیا ہے. باقی پندرہ[15] اشیاء کو تو دیگر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے تیسری بحث میں ان علماء کے نام اور ان اشیاء کے نام بھی ذکر کر دیے ہیں۔ نیز کتاب و سنت سے علت معلوم کر کے مسائل کا استنباط کرنا مجتہد فی الشرع کا کام ہوا کرتا ہے۔ جب کہ پندرہ[15] چیزوں کو مکروہ جاننے والے علماء مجتہد فی الشرع نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ چیزیں مکروہ کیسے ہو سکتی ہیں۔ تو پھر اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کا کھانا جائز ہونا چاہیئے نہ کہ مکروہ۔

الجواب الثانی :- اس سے پہلے بطور تمہید تین چیزیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان کو ذہن میں محفوظ کرنے کے بعد جواب کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ ۱۔ اجتہاد ۲۔ استقراء ۳۔ تمثیل

۱۔ اجتہاد

فِی اللُّغَۃِ تَحَمُّلُ الْجُهْدِ اَیِ الْمَشَقَّةِ وَفِی الْاِصْطِلَاحِ اِسْتِفْرَاغُ الْفَقِیْهِ الْوُسْعَ لِتَحْصِیْلِ ظَنٍّ لِحُکْمٍ شَرْعِیٍّ۔

(جامع العلوم)

اجتہاد کا لغوی معنیٰ یہ کہ مشقت کو برداشت کرنا اور اصطلاح فقہ میں اجتہاد ایسے مفہوم کو کہتے ہیں کہ فقیہہ کا حکم شرعی میں ظن حاصل کرنے کیلئے اتنی قوت اور طاقت صرف کرنا، اس کے بعد اور طاقت پہلے سے زیادہ خرچ کرنے سے عاجز آ جائے یعنی اپنی پوری طاقت خرچ کر دینا کہ اس کے بعد اس کے پاس مزید طاقت باقی نہ رہے۔

وَبِعِبَارَةٍ اُخْرٰی — بَذْلُ الْجُهُوْدِ لِنَيْلِ الْمَقْصُوْدِ

بالفاظِ دیگر، ایسے مفہوم کا نام ہے کہ مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت خرچ کرنا۔

۲۔ استقراء

فِي اللُّغَةِ التَّفَحُّصُ وَالتَّتَبُّعُ وَفِي اصْطِلَاحِ الْمَنْطِقِيِّيْنَ هُوَ الْحُجَّةُ الَّتِيْ يُسْتَدَلُّ مِنِ اسْتِقْرَاءِ حُكْمِ الْجُزْئِيَّاتِ عَلٰی حُكْمِ كُلِّيِّهَا

استقراء کا لغوی معنی تلاش کرنا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایسی حجت کا نام ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اکثر جزئیات کے حکم سے ان جزئیات کی کلّی پر یعنی ان جزئیات کے تمام افراد پر۔

۳۔ تمثیل

حُجَّةٌ يَّقَعُ فِيْهِ بَيَانُ مُشَارَكَةِ جُزْئِيٍّ آخَرَ فِيْ عِلَّةِ الْحُكْمِ لِيَثْبُتَ ذٰلِكَ الْحُكْمُ فِي الْجُزْئِيِّ الْاَوَّلِ

ایسی حجت کا نام ہے جس میں یہ بیان ہوا کرتا ہے کہ ایک جزئی دوسری جزئی کے لیے حکم کی علت میں شریک ہوتی ہے تاکہ یہ حکم پہلی جزئی میں بھی ثابت ہو جائے۔

مثلاً نبیذ (چھوہارے وغیرہ کا بھگویا ہوا پانی) حرام ہے جبکہ اس میں سکر پیدا ہو جائے اس نبیذ کو قیاس کیا جاتا ہے شراب کی حرمت پر اور شراب کی حرمت کی علت سُکر (نشہ) ہے اور یہ علت (سکر) نبیذ میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا جس چیز میں نشہ ہوگا وہ حرام ہو جائے گی اور جہاں جہاں یہ علت (سکر) پائی جائے

گی وہ چیز حرام ہوگی۔ مگر شراب کی حرمت قطعی اور یقینی ہے۔ بقیہ اشیاء جن میں سکر پایا جائے گا ان کی حرمت ظنی ہوگی ـــــ ان تینوں کی

(۱) اجتہاد، (۲) استقراء (۳) اور تمثیل کی تعریفات کو ذہن نشین کرنے کے بعد ناظرین کی خدمت میں سوال کا جواب پیش کیا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ کی علتوں کو معلوم کرنا یہ مجتہد فی الشرع کا خاصہ ہے اور جب مجتہد کسی حکم کی علت بیان کردے اور اس علت کو کسی اور چیز میں نافذ کرکے حکم منصوص کو اس پر بھی نافذ کردینا یہ مجتہد کا خاصہ نہیں ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اوجھڑی وغیرہ اس وجہ سے مکروہ ہے کہ امام اعظم جو مجتہد فی الشرع ہیں۔ انہوں نے چھ چیزوں کو مکروہ سمجھا۔ ساتھ ہی ان اشیاء کی کراہت کی علت اور سبب بھی بتادیا جیسا کہ اس عبارت سے واضح معلوم ہو رہا ہے۔ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّھَا مِمَّا تَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ یعنی میں چھ چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں اس لیے کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انہیں گندی سمجھتے ہیں۔ الغرض امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چیزوں کی کراہت کی علت گندا

اور پلید ہونا بتایا ہے۔ اب اس علت کا دوسری چیزوں میں اجرا کرنا اور پھر حکم کا نافذ کرنا یہ مجتہد کا خاصہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ لوگ اگرچہ مجتہد نہیں ہیں لیکن پھر بھی علت کو دوسری اشیاء میں نافذ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اوجھڑی وغیرہ کو غیر مجتہد بھی مکروہ قرار دے سکتا ہے۔ کیونکہ استقراء اور تمثیل کا باب تو مفتوح ہے جیسا کہ ان کی تعریفات پیچھے گذر چکی ہیں۔ لہٰذا اوجھڑی کو غیر مجتہد بھی مکروہ قرار دے سکتا ہے۔

۳۔ السوال الثالث اکثر لوگوں کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہیں کہ اوجھڑی اور کپورے سینکڑوں سالوں سے کھائے جا رہے ہیں۔ نیز بڑے بڑے مولوی بھی کھاتے ہیں مگر آج کے نئے نئے مفتی کہ جنہوں نے اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں بھی مکروہ کا فتویٰ دے دیا۔ ان لوگوں اور مولویوں کا یہ فعل قابل حجت ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔

۳۔ الجواب الثالث حدیث شریف میں جب سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا گیا اور امام اعظمؒ نے ان سات اشیاء کی کراہت پر علت کا بیان فرمایا اور فقہاء عظام نے ان علت کا دوسری اشیاء میں اجراء کر کے حکم کراہت کا جاری کر دیا۔ ہمارے لیے حدیث شریف قابل حجت ہے لہٰذا لوگوں کا کپورے اوجھڑی کھانے سے جائز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایک چیز حرام ہے یا مکروہ ہے وہ قیامت تک مکروہ یا حرام رہے گی، اگرچہ لوگوں میں اس کا استعمال عام ہو جائے۔ مثلاً سود، زنا حرام ہیں یہ قیامت تک حرام ہی رہیں گے۔ اگرچہ اکثر لوگ بالفرض ان کا ارتکاب کرنا شروع کر دیں۔ لہٰذا اوجھڑی اور کپورے اگرچہ اکثر لوگ کھانا شروع کر دیں تو یہ مکروہ ہی رہیں گے لوگوں کے تعامل سے ہر حکم حرام یا

مکروہ بدل نہیں سکتا۔ نیز اوجھڑی اور کپوروں وغیرہ کا فتوی کوئی نیا نہیں بلکہ فتوی تو پرانا ہے۔ مگر جن لوگوں کو کسی چیز کی کراہت کا اب علم ہو تو ان کے ذہن کو نیا لگے گا۔ حقیقت میں یہ مسئلہ پرانا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

العبد الضعیف :۔ غلام محمد بن محمد انور شرقپوری بندیالوی

۴۔ السوال الرابع

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین۔ اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کڑاہی میں کپورے تلے جارہے ہوں اور اسی کڑاہی میں جو کباب اور ٹکیہ تلی گئی ہو اس ٹکیہ اور کباب کا کھانا جائز ہوگا یا کہ نہیں۔

۴۔ الجواب الرابع

اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس کڑاہی میں کپورے تلے جاتے ہیں، ان کپوروں کا کچھ عرق اور اجزاء اس کڑاہی میں باقی رہ جاتے ہیں۔ جو کہ ان کباب اور ٹکیہ میں مل جاتے ہیں۔ لہذا ان کباب اور ٹکیہ کا کھانا بھی مکروہ ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

العبد الضعیف غلام محمد بن محمد انور غفرلہ، بندیالوی، شرقپوری

۵۔ السوال الخامس

مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ آجکل یہ وبا عام پھیل چکی ہے کہ انتڑیوں اور گردوں کی خرید و فروخت میں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے پہلے ہی وصول کر لیتے ہیں۔ ان کی خرید و فروخت کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ نیز جو پیشگی رقم وصول کی گئی ہے۔ اس کے واپس کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی حافظ محمد ارشاد رسول متعلم

الجواب الخامس ۵

ہم انتڑیاں اور گردوں کی تحقیق کر چکے ہیں کہ یہ چیزیں ناپاک ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہیں مگر ان کی۔

خرید و فروخت جائز ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں البتہ انتڑیاں اور گردے دیکھنے سے پہلے ان کی خرید و فروخت کے لیے پیشگی لینا منع ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سامان (انتڑیاں اور گردے) خریدنا ہے وہ مجہول ہے۔ یعنی دیکھا نہیں گیا تو مبیع (سامان) متعین نہ ہو تو ایسی بیع جائز نہیں ہوتی۔ جیسے ہدایہ شریف میں ہے کہ

لَا یَجُوْزُ بَیْعُ ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبَیْنِ لِجَھَالَۃِ الْمَبِیْعِ۔ یعنی بیع جائز نہیں کہ دو کپڑوں میں سے ایک بیچا یا خریدا جائے۔ اس لیے کہ مبیع (سامان) مجہول (نامعلوم) ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کسی صورت میں بھی ان اشیاء کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور جس شخص نے عدم علم کی وجہ سے پیشگی لے لی تو اسے واپس کر دینا ضروری ہے۔

اقول

بندۂ ناچیز نے فقہ کی متعدد جزئیات میں غور کیا ہے تو نظر و فکر نے یہی نتیجہ اخذ کیا۔ سامان کے مجہول ہونے کی وجہ سے بیع جائز نہیں ہوتی لہٰذا خرید و فروخت کے وقت سامان کے دیکھے بغیر پیشگی لینا بھی ناجائز ہوگی۔

ماخوذ بادنیٰ تغیر ، فتاویٰ رضویہ۔

سوال ۶:۔ جانور کا سرد اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے (جبکہ وہ تڑپ رہا ہو) چمڑا اتارنا اور سر اور پائے اتارنا اور حرام مغز میں چھری کی نوک لگانا تاکہ جانور جلدی ٹھنڈا ہو جائے۔ مندرجہ بالا اُمور کی شرعی حیثیت کو واضح اور آشکار کریں۔

جواب ۶:۔ یہ امر ذہن نشین فرمالیں کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد اور سرد ہونے سے پہلے کسی طرح سے معمولی تکلیف دینا بھی مکروہ ہے۔ لہٰذا ذبح کرنے کے بعد چھری کی نوک وغیرہ لگانا مکروہ ہے۔ جیسا کہ درِ مختار کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

وَكُرِهَ كُلُّ تَعْذِيبٍ بِلَا فَائِدَةٍ مِثْلُ قَطْعِ الرَّأْسِ وَالسَّلْخِ قَبْلَ اَنْ تَبْرُدَ اَیْ تَسْکُنَ عَنِ الْاِضْطِرَابِ

ذبیحہ کو بغیر فائدہ کے تکلیف دینا مکروہ ہے۔ مثلاً سرد (یعنی حرکت اضطرابی) ہونے سے پہلے سر کاٹنا اور کھال اتارنا۔

(الدر المختار علی الھا شی، رد المختار جلد ۵ ص ۲۰۸، سطر ۲۲، مطبوعہ کوئٹہ)

فائدہ:۔ سرد ہونے سے پہلے جس جانور کا سر وغیرہ کاٹ دیا جائے اس کا گوشت کھانا جائز ہے کیونکہ شرعی طور پر ذبح کی شرائط پائی گئی ہیں۔

سوال ۷:۔ مفتیانِ شرح متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کی کھال اور پائے وغیرہ کی خرید و فروخت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب ۷:۔ اس مسئلہ میں عام طور پر دو صورتیں پیش آتی رہتی ہیں (صورتِ اولیٰ) جانور دیکھے بغیر ہی کھال وغیرہ کی خرید و فروخت کرنا۔ (صورت ثانیہ) جانور دیکھ کر ذبح سے پہلے کھال وغیرہ کی خرید و فروخت کرنا یہ دونوں صورتیں ہی غیر مشروع اور ناجائز ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی میں بیع اور سامان مجھول اور نامعلوم ہے۔ کیونکہ جانور بڑا اور کبھی چھوٹا ہونے کی صورت میں کھال اور پائے بھی چھوٹے اور بڑے ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا بیع اور سامان مجھول ہونے کی صورت میں یہ بیع غیر مشروع قرار پائی۔ نیز اس صورت میں کھال اتارنے اور پائے کاٹنے کی کیفیات مختلف ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا تنازع اور جھگڑا واقع ہو جائیگا

دوسری صورت میں جانور تو دیکھ لیا مگر کھال پائے کے کاٹنے کی صورت میں نزاع اور جھگڑے کا واقع ہونا ممکن ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ سامان کے مجہول ہونے کی صورت میں اور متعاقدین میں صورت نزاع اور جھگڑا کا واقع ہونا ممکن ہو ان صورتوں میں بیع ناجائز ہوا کرتی ہے جیساکہ ہدایہ کی عبارت سے واضح ہو رہا ہے۔

وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبَيْنِ لِجَهَالَةِ الْمَبِيْعِ۔ (ہدایہ جلد سوئم کتاب البیوع، باب البیع الفاسد)

دو کپڑوں میں سے ایک کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ سامان مجہول ہے کپڑے کے غیر متعین ہونے کی وجہ سے۔

نیز بیع کی وہ صورت جس میں جھگڑے کا واقع ہونا ممکن ہو وہ بھی ناجائز ہے جیساکہ ہدایہ کی عبارت اس مسئلہ کی وضاحت کر رہی ہے۔

وَالْقَطْعُ فِي الصُّوْفِ مُتَعَيِّنٌ فَيَقَعُ التَّنَازُعُ فِيْ مَوْضِعِ الْقَطْعِ (ہدایہ جلد سوئم کتاب البیوع باب البیع الفاسد)

جانور کے اوپر ہی اون کی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ اون تو کاٹی ہی جائے گی لہذا کاٹنے کی جگہ میں جھگڑا واقع ہو جائیگا خریدنے والا نیچے سے اور فروخت کرنے والا اوپر سے کاٹنے کو کہے گا۔

حاصل بحث یہ ہوا کہ ان عبارات کی روشنی میں ذبح کرنے سے پہلے کھال پائے وغیرہ کا فروخت کرنا ممنوع ہے۔

سوال: جانور کے ذبح کرنے میں جو رگیں کاٹی جاتی ہیں وہ کل کتنی ہیں، کون کون سی ہیں اور ان میں کتنی رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔

جواب: جانور کے ذبح کرنے میں کل چار رگیں کاٹی جاتی ہیں (۱) حلقوم، (۲) مری (۳) اور (۴) ودجان ان میں سے تین کا کاٹنا ضروری ہے (وہ تین جو بھی ہو جائیں) اور اگر تین میں سے کم رگیں کٹیں تو جانور مردار ہو جائے [illegible]ں مسئلہ کی وضاحت کیلئے

ہم در مختار کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْاِخْتِیَارُ ذِبْحٌ بَیْنَ الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ بِالْفَتْحِ الْمَنْحَرُ مِنَ الصَّدْرِ وَعُرُوْقُهُ الْحُلْقُوْمُ کُلُّهٗ وَسْطُهٗ اَوْ اَعْلَاهُ اَوْ اَسْفَلُهٗ وَهُوَ مَجْرَی النَّفْسِ عَلَی الصَّحِیْحِ وَالْمَرِیُ هُوَ مَجْرَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْوَدَجَانِ مَجْرَی الدَّمِ وَحَلَّ الْمَذْبُوْحُ بِقَطْعِ اَیِّ ثَلَاثٍ مِنْهَا اِذْ لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ۔ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۰۶، سطر ۲۵، مطبوعہ کوئٹہ)

جانور کے ذبح کرنے کی جگہ حلق اور سینے کی ابتدا ہے ذبح میں جو رگیں کاٹی جاتی ہیں وہ حلقوم ہے تمام کا تمام حلق، (درمیان حلق ہو یا اوپر کا حصہ یا نیچے کا) محل ذبح ہے اور یہی حلق صحیح مذہب پر سانس لینے کی جگہ ہے اور دوسری رگ "مری" جو کھانے اور پینے کے گذرنے کی جگہ ہے اور دو رگیں جسے ودجان کہا جاتا ہے یہ خون کے گذرنے کی جگہ ہے۔ چار رگوں میں جونسی تین رگیں کاٹنے سے جانور (مذبوح) حلال ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر رگیں کٹ جائیں تو وہ تمام رگیں کٹی جانے کے حکم میں ہیں۔

سوال ۹:۔ خنثیٰ (جو جانور اور مادہ کی دو علامتیں رکھتا ہو) جانور کی خرید فروخت قربانی کرنا اور ذبح کرنے کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں۔

جواب ۹:۔ فتاویٰ رضویہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ خنثیٰ کہ نر اور مادہ دونوں کی علامتیں رکھتا ہو۔ دونوں سے یکساں پیشاب آتا ہو۔ کوئی وجہ ترجیح نہ رکھتا ہو۔ ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں کہ اس کا گوشت کسی طرح پکائے نہیں پکتا ویسے ذبح سے حلال ہو جائے گا، اگر کوئی کچا گوشت کھائے۔ در مختار میں ہے۔

وَلَا بِالْخُنْثٰی لِاَنَّ لَحْمَهَا لَا یَنْضَجُ
الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۲۸

خنثیٰ جانور کی قربانی جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا گوشت پکانے سے نہیں پکتا۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

لَا تجُوزُ التضحِيَةُ بِالشَّاةِ الخُنثىٰ لِاَنَّ لَحمَهَا لَا يَنضِجُ	خنثیٰ بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا گوشت پکانے سے نہیں پکتا۔

خنثیٰ جانور کی خرید و فروخت :۔ خنثیٰ جانور کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ اس میں کوئی مانع شرعی موجود نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سوال :۔ کسی مریض کو سپیشلسٹ ڈاکٹر یا طبیب حاذق نے اپنے تجربہ اور غالب گمان سے یہ کہا ہو کہ اس مرض کا علاج اوجھڑی یا کپورے یا کسی اور حرام (شراب وغیرہ) چیز میں ہے جبکہ ان حرام اشیاء کے علاوہ اور بھی دوا نہ ہو ایسی حالت میں اس مریض کو حرام اشیاء (اوجھڑی وغیرہ) کے استعمال کی رخصت ہے یا نہیں (بینوا و توجروا)

(سائل حافظ محمد ارشاد رسول حنفی بریلوی جامعہ فریدیہ غربیہ تعلیم القرآن،
۱۰ (رجسٹرڈ) سبزہ زار سکیم ملتان روڈ۔ لاہور)

الجواب بعون الوہاب :۔ جواب دینے سے پہلے یہ ذہن نشین فرمالیں کہ انسان کی دو حالتیں ہیں (۱) اختیاری یعنی عام حالت (۲) اضطراری یعنی حالتِ مجبوری۔ عام حالت میں جو اشیاء حرام ہیں وہ حرام ہی رہتی ہیں مگر مجبوری کی حالت میں مجبور آدمی کے لیے حرمت اُٹھ جاتی ہے اور حرام چیز بھی اس کے لیے جائز ہو جاتی ہے جبکہ دوسروں کے لیے وہی چیز حرام ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو یوں ذکر فرمایا ہے کہ جب یقین ہو جائے کہ حرام شئے سے علاج کرانے سے شفا ہو گی تو جائز ہے جیسے مجبور بھوکے اور پیاسے کیلئے جان بچانے کے لیے مردار کھانا اور شراب پینا جائز ہے کیونکہ ایسے شخص کے لیے مردار اور شراب مباح ہیں۔ البتہ جب حرام سے شفا کا یقین نہ ہو تو ایسی صورت میں حرام اشیاء (مردار، شراب، اوجھڑی وغیرہ) جائز نہیں ہوتیں۔ ابن حزم اس مسئلہ کی وضاحت یوں فرماتے ہیں یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو بیماری سے شفا پانے کیلئے بطور علاج

پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ جس حرام شے کے کھانے اور پینے میں انسان مجبور ہو وہ اس پر حرام نہیں ہوتی۔

ایک شبہ کا ازالہ:۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شبہ وارد کرے کہ ابوداؤد نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی شفاء ان اشیاء میں نہیں رکھی جو ان پر حرام ہیں۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ حرام اشیاء کے استعمال میں شفا نہیں ہے۔ اس حدیث شریف کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "حرام اشیاء میں شفا نہیں ہے" یہ ایسی حالت میں ہے کہ بندہ مجبور نہ ہو اور حرام کے علاوہ اور دوائی بھی ملتی ہو مگر حالت مجبوری میں یعنی جب بندہ حرام کے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائے اور حرام (اوجھڑی وغیرہ) کے علاوہ کوئی اور دوائی بھی نہ ملتی ہو تو جان بچانے کیلئے ایسی حالت میں حرام اشیاء کی حرمت باقی نہیں رہتی اور حرام شئے بھی مباح ہو جاتی ہے جیسے مردار مجبور بھوکے کیلئے (جبکہ اور کوئی چیز بھی کھانے کیلئے نہیں ملتی) جائز ہے۔ المختصر جب ماہر ڈاکٹر یا حکیم اپنے علم اور تجربہ کی بناء پر غالب گمان سے یہ کہیں کہ حرام اشیاء (اوجھڑی وغیرہ) کے استعمال سے شفا ہو جائے گی، جبکہ حرام کے علاوہ اور کوئی دوا نہ ہو تو پھر حرام (اوجھڑی وغیرہ) سے علاج کرانا جائز ہے مگر عام حالات میں حرام اشیاء (اوجھڑی وغیرہ) کا استعمال حرام ہی ہوگا۔ (تفہیم البخاری بادنیٰ تغیر)

راقم الحروف کا موقف:۔ فقہاء کے دلائل کا مطالعہ کرنے سے یہ خوب معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان عالی "کہ حرام میں شفا نہیں ہے، یہ عام حالت میں ہے یعنی جب حرام کے علاوہ اور دوائی علاج کیلئے ملتی ہو مگر جو آدمی حرام کے استعمال کرنے میں مجبور ہو جائے اس کے لیے وہ حرام بھی حلال ہو جاتی ہے جیسا کہ صاحب بحر کی تحقیق ہے اگر ہلاکت سے بچنے کیلئے حرام ہی موجود ہو تو حرام حلال ہو جاتا ہے جیسے مردار اور ضرورت اور مجبوری کی حالت میں اتفاقاً حلال ہے لہذا مجبوری کی حالت میں مجبور آدمی

کیلئے حرام اشیا جب حلال ہوجاتی ہے تو پھر اس کیلئے تو اس میں شفاء ہوگی البتہ جو آدمی مجبور نہیں اس کے لیے تو حرام چیز حرام ہی رہے گی. لہذا اس کے لیے حرام میں شفاء نہیں ہوگی، حاصل بحث یہ ہے کہ عام حالت (اختیاری حالت) اور مجبوری کی حالت میں فرق ہے وہ اس طرح کہ عام حالت میں حرام چیز حرام ہی ہوتی ہے اور مجبوری کی حالت میں حرام چیز جب حلال ہوجاتی ہے تو اس مجبور آدمی کیلئے اس میں بھی شفا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

سوال: اوجھڑی کھرچ کر صاف کر دی جائے تو پھر اس کا کھانا بلا کراہت جائز ہو گیا کہ نہیں؟

الجواب بعون الوھاب: اوجھڑی کو صابون سے دھو دیا جائے یا کھرچ دیا جائے تو پھر بھی کھانا جائز ہو گا کیونکہ علت کراھتہ اسی طرح باقی رہے گی اور وہ یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ "لَاَنَّھَا مِمَّا تَستَخبِثُھَا الْاَنْفُسُ" یعنی لوگ انہیں گندی سمجھتے ہیں اور ان سے گھن کرتے ہیں۔ اوجھڑی کو دھونے اور کھرچنے کے بعد بھی لوگ اس سے نفرت کریں گے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم با لصواب

فقیر غلام محمد عفا اللہ عنہ شرقپوری ہدیالوی

شعبہ تصنیف و تحقیق جامعہ نبویہ، ناظر کالونی شرقپور روڈ، شیخوپورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہابی، دیوبندی، مرزائی اور شیعہ کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور اہل سنت وجماعت کے واسطے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

عبدالقادر صدر مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور۔

''الجواب بتوفیق الوہاب''

''وہابی، دیوبندی، مرزائی اور شیعہ کا ذبیحہ''

ان فرق باطلہ کے ذبیحہ سے پہلے ہم قارئین کی خدمت میں ان کے عقائد کا اجمالاً حکم ذکر کرتے ہیں کیونکہ عمل کے قبول ہونے کا مدار عقیدہ پر ہے۔

عقائد وہابیہ اور دیابنہ :

قبلہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف ''الکوکب الشھابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ'' میں وہابی اور دیوبندی پیشواؤں کے ستر (۷۰) کفریات رقم فرمائے جن سے واضح اور خوب معلوم ہو گیا کہ آج کل کے وہابیہ اور دیابنہ اور ان کے پیشوا کافر ہیں۔ نیز حسام الحرمین میں ان کے کفریات پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء نے تقاریظ رقم فرمائی ہیں۔ شائقین حضرات ان کتب کا مطالعہ فرما کر اپنے شبہات دور فرما سکتے ہیں۔ ہم بخوف طوالت ان کے تین کفریات پر بحث کریں گے تاکہ ان کے ذبیحہ کا حکم واضح ہو جائے۔

عقیدہ کفریہ :

یہ عقیدہ کفریہ سب سے بدتر اور خبیث ہے صراط مستقیم، ص ۹۵ پر عبارت اصل فارسی ملاحظہ فرمائیں۔ ''از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ بہتر ست وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت

گاؤ و خر خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد خلاف گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپید گی میبود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر میبود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد۔"

(الکوکب الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ، ص ۳۰، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

ترجمہ :از صراط مستقیم اردو، ص ۱۱۸، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام اردو بازار

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چپید گی (چمٹنا) ہوتی اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔

حاصل کلام :

ان عبارات (فارسی، اردو) سے معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل قتیل کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔

"رسول عربی کی شان میں ادنی گستاخی بھی کفر ہے"

امام الدیابنہ کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال سے برا ہے یہ صریح اور واضح گستاخی ہے وہ اس طرح کہ نماز میں حضور علیہ السلام کے تصور کو گدھے اور بیل کے تصور سے بدتر کہا گیا ہے۔ جب صرف تشبیہ ہی گستاخی ہے اور پھر یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کا خیال بدتر ہے تو اس کلمہ کہنے سے اس سے بڑی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے اور جب کہ ہم بیان کریں گے کہ نبی علیہ السلام کی ادنی گستاخی بھی کفر ہے۔

عقیدہ کفریہ :

تقویۃ الایمان، ص ۲۰ مطبوعہ دار الاشاعت میں ہے۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔

یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم اور ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے یہ صریح کفر ہے۔ الکوکب الشہابیہ، ص ۱۲ ا ہ

اقول :

راقم الحروف اس عقیدہ کفریہ کی وضاحت .... ان الفاظ میں کرتا ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حضوری (۲) حصولی دیکھیں گے کہ مدرک (عالم) کے نزدیک نفس شی بغیر کسی صورت کے واسطہ کے حاضر ہو تو اسے علم حضوری کہتے ہیں۔ اور اگر مدرک کے نزدیک کوئی شی صورت کے واسطہ سے حاضر ہو تو یہ علم حصولی کہلاتا ہے۔ علم حضوری اور حصولی ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ (۱) حضوری قدیم (۲) حضوری حادث (۳) حصولی قدیم (۴) حصولی حادث۔ ہم بخوف طوالت صرف حضوری قدیم کا اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔ حضوری قدیم وہ علم ہے جس کا عالم قدیم ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا علم۔ حاصل کلام اللہ قدوس کا علم قدیم ہے کیونکہ اللہ اور اس کی صفات قدیم ہیں۔ مگر صاحب تقویۃ الایمان پر جہل مرکب سوار ہے اس نے اللہ کے علم کو حادث مانا جو کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۵۸ میں ہے :۔

یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص الخ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

مسئلہ کفر کی تفصیل کا شوق ہو تو پھر شرح عقائد نسفی اور فقہ اکبر کا مطالعہ فرمائیں۔

عقیدہ کفریہ :

جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۴، الکوکب الشہابیہ، ص ۱۹)

یہاں انبیاء اور فرشتوں و قیامت و جنت و دوزخ وغیرہا تمام کے ماننے سے انکار کر دیا اور اس کا افترا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر رکھ دیا یہ کفر صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔

اقول :

"کسی کو نہ مانے" یہ قضیہ سالبہ کلیہ ہے یعنی اللہ کے سوا مخلوق کے کسی فرد کو نہ مانو یہ کلمہ صریح کفر ہے کیونکہ اس سے قیامت دوزخ، جنت اور فرشتوں وغیرہ کا انکار لازم آئے گا۔

"گستاخ رسول کے کافر ہونے پر اجماع امت"

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم المتنقص لہ کافر والوعید جارٍ علیہ بعذاب اللّٰہ لہ و حکمہ عند الامۃ القتل و من شك فی کفرہ و عذابہ کفر۔ (الشفاء، ص ۲۱۶، نسیم الریاض شرح شفاء، ص ۳۳۸، ج ٤، الرد المحتار، ص ۳۱۷، ج ۳ - الصارم المسلول، ص ٤)

محمد بن سحنون نے فرمایا علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا حضور علیہ السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس [illegible]م قتل ہے جو اس کے کفر اور

عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

"عبارات گستاخانہ کے قائلین کافر ہیں"

وہابیہ اور دیابنہ کے اکابر جو گستاخانہ عبارات کے قائل ہیں وہ کافر مرتد ہیں جیسا کہ ہم نے عبارت نقل کر کے واضح کر دیا۔

"گستاخ رسول کو پیشوا ماننے والے کافر ہیں"

وہابیہ اور دیابنہ کے پیشواؤں کا عقیدہ کفریہ بیان کرنے کے بعد ان کو امام ماننے والوں کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے قارئین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آج کے موجودہ وہابیہ اور دیابنہ جو اپنے پیشواؤں کے عقائد کو صحیح اور حق جانتے ہیں وہ بھی کافر مرتد ہیں۔

اعلام، ص ۱۳ میں ہے :۔

من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (ای قولہ) و کذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ اورضی بہ یکفر (الکوکب الشھابیہ ، ص ۵۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

جو کفر کا لفظ بولے کافر ہو جاتا ہے اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہو جاتا ہے۔

"دور حاضر کے وہابی اور دیوبندی کافر مرتد ہیں"

عبارت مذکورہ سے واضح معلوم ہو گیا کہ عصر حاضر کے وہابی اور دیوبندی گستاخانہ عبارات کے قائل کو اپنا پیشوا مانتے ہیں وہ بھی کافر مرتد ہیں کیونکہ وہ اپنے پیشواؤں کی عبارات کفریہ پر راضی ہیں اور ایسی کتابوں کی جن میں عبارات کفریہ مرقوم ہیں ان کی نشر واشاعت میں دولت خرچ کر رہے ہیں اور مدد کر رہے ہیں، لہٰذا یہ صریح اور واضح طور پر کافر ہیں۔

"وہابی اور دیوبندی کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے"

جب یہ واضح ہو گیا کہ وہابی دیوبندی کافر مرتد ہیں اور فتاوئ رضویہ ۳۲۹، ج ۸ میں مرقوم ہے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام و مردار اور سور کی طرح ہے اگرچہ اس نے لاکھ تکبیریں پڑھ کر ذبح کیا ہو۔

در مختار میں ہے:۔

"لا تحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی مجوسی و مرتدٍ و جنی"

کتابی کے علاوہ بت پرست آتش پرست مرتد اور جن کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

خلاصہ کلام عبارت مذکورہ کی روشنی میں حق خوب واضح ہو گیا کہ عرب و عجم کے وہابی اور دیوبندی مرتد ہیں اور ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

"عقائد شیعہ"

تاجدار بریلوی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ نے رسالہ "رد الرفضہ" میں متعدد عقائد کفریہ مرقوم ہیں اگر ان کے عقائد پر اطلاع پانے کا شوق ہو تو اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ مگر ہم صرف شیعہ کا ایک عقیدہ کفریہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵، ص ۱۳۱ میں ہے:۔

یکفر بانکارہ امامة ابی بکر رضی اللہ عنه علی الاصح کانکارہ خلافة عمر رضی اللہ تعالی عنه علی الاصح۔ (رد الرفضہ، ص ۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

"دور حاضر کے شیعہ کافر مرتد ہیں اور ان کا ذبیحہ مردار ہے"

فتاوئ رضویہ، ج ۸، ص ۳۲۹ میں ہے۔

آج کل شیعہ تبرائی ہیں ان کا عام عقیدہ یہ کہ قرآن حکیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا اور ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگلے انبیاء علیھم السلام سے افضل تھے۔ اسی طرح شیخین (حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی امامت کے منکر ہیں تو یہ عقائد خالص کفریہ ہیں لہٰذا یہ کافر مرتد ٹھہرے اور مرتد کا ذبیحہ ہم نے پہلے ثابت کر دیا ہے کہ مردار ہے۔ (بادنی تغیر، فتاویٰ رضویہ)

"عقائد مرزائی"

مرزائیوں کے عقائد کفریہ بہت زیادہ ہیں تفصیل کیلئے تصنیف حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "سیفِ چشتیائی" کا مطالعہ فرمائیں۔

"عقیدہ کفریہ"

مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ ان کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی تعداد بہت کم ہے تو انہوں نے اپنے تمام نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا۔ فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (رسالہ الذکر الحکیم)

خبردار! اس قول سے مرزا خود کافر ہو گیا کیونکہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۰۱، صحیح مسلم ج ۱، ص ۵۷ میں ہے:۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ایما امرئٍ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال و الا رجعت الیہ۔

یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر

جسے کہا وہ سچا کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ الفاظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔

"مرزائی مرتد ہے اور اس کا ذبیحہ مردار ہے"

فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۳۳۲ میں ہے :-

قادیانی صریح مرتد ہے، ان کا ذبیحہ قطعی مردار ہے۔

اقول :

ہماری اس بحث سے چار فرق باطلہ کا مرتد ہونا خوب معلوم ہو گیا اور ان کے ذبیحہ کا حکم واضح ہو گیا۔ الحمد للہ ہمارا مدعی ثابت ہو گیا۔ اس دعویٰ کے اثبات پر اس طرح پر بھی دلیل دی جا سکتی ہے۔ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ فرق باطلہ اربعہ کا ذبیحہ مردار ہے۔

صغری الفرق الباطلة الاربعة مرتدون کبری کل مرتدین ذبیحتهم میتة

نتیجه : الفرق الباطلة الاربعة ذبیحتهم میتة

چاروں فرقے باطلہ مرتد ہیں ہر مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔ چاروں فرق باطلہ کا ذبیحہ مردار ہے۔

صغریٰ پر دلیل دی جا چکی ہے اور کبری پر بھی دلیل دی جا چکی ہے جب دونوں مقدمے مدلل ہو گئے ہیں تو پھر ہمیں نتیجہ کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا لہٰذا فرق باطلہ کے ذبیحہ کا مردار ہونا ثابت ہو گیا۔

دعوت فکر :

احبابِ اہلِ سنت کی خدمت میں گذارش ہے کہ گوشت خریدتے وقت تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ گوشت کس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہے۔ وہابی، دیوبندی، شیعہ اور مرزائی کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت ہر گز ہر گز نہ کھائیں ورنہ آپ مردار اور حرام گوشت کھائیں گے۔ الحمد لله على التمام : احقر غلام محمد عفا اللہ عنہ ۲۰۰۰، ۴، ۲۷

اوجھڑی اور کپورے کا شرعی حکم

مفتی غلام محمد بن محمد انور
شرقپوری بندیالوی

عطاء المنطق فی اصطلاحات المنطق

(زیر طبع)

مفتی غلام محمد بن محمد انور
شرقپوری بندیالوی

دور حاضر کی

محفل نعت

شریعت کے آئینے میں

مفتی غلام محمد بن محمد انور
شرقپوری بندیالوی

تلخیص شرح عقائد و مناظرہ

مفتاح الفلاح

برائے امتحان تنظیم المدارس

مفتی غلام محمد بن محمد انور
شرقپوری بندیالوی

مصنف کی دیگر تصانیف

تلخیص سلم العلوم ومیبذی عطاء جلال (برائے امتحان تنظیم المدارس)	عطاء المنطق فی تعریفات المنطق (زیر طبع) فوٹو اور ویڈیو کا شرعی حکم (زیر تحریر)
تلخیص شرح عقائد ومناظرہ رشیدیہ مفتاح الفلاح (برائے تنظیم المدارس)	اوجھڑی اور کپورے کا شرعی حکم (زیر طبع) وہابی دیوبندی، مرزائی اور شیعہ کے ذبح کرنے کا حکم شرعی
گلدستہ حج در گلستان شریعت	دور حاضر کی محفل نعت شریعت کے آئینے میں (زیر طبع)
انسانی اعضاء کا استعمال اور پیوند کاری	الاستفتاء لحرمت التصویر حاشیہ عربی شرح تہذیب (زیر تحریر)
کھجور کی ٹوپی پہن کر اور ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم	نقشہ اصول فقہ
مدارس الاسلام شریعت کا پیغام	نقشہ علم میراث
گاؤں میں جمعہ کی شرعی حیثیت	نقشہ علم منطق حج اور عمرہ شریعت کے آئینے میں
التوضیح الناجی فی تفہیم السراجی (زیر تحریر)	قانون وراثت کا اسلامی شاہراہ (زیر تحریر)
سراج النہی فی توفیر اللحیٰ ڈاڑھی کے مسائل (زیر تحریر)	عطا محمد (زیر تحریر) شرح مجموعہ منطق